سوال

(91) دوسری جماعت کے لیے اقامت کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک ہی نماز کی دوسری جماعت کروانے کے لیے دوبارہ تکبیر کہنی چاہیے یا پہلی تکبیر کافی ہے؟کہتے ہیں کہ دوبارہ اگر اذان کہی جائے تو پھر دوبارہ تکبیر نہیں کہنی چاہیے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ صحیح صورت حال سے آگاہ فرمائیں۔ (ظفراقبال)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلے کی کوئی مرفوع صریح حدیث میرے میں علم نہیں ہے البتہ علماء کرام کے آثار ضرور موجود ہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسجد میں آکر جہاں لوگ نماز (باجماعت) پڑھ چکے تھے، دوبارہ اذان واقامت کہلوائی اور نماز پڑھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1/221 ح 2298 والسنن الکبریٰ للبیہقی 3/70، 1/407 تغلیق التعلیق 2/676، 677 وقال: ھذا اسناد صحیح موقوف" اور صحیح بخاری کتاب الاذان باب فصل صلوٰۃ الجماعۃ قبل ح 645 تعلیقاً)

اس روایت کی سند صحیح ہے اوراس سے دوبارہ اذان واقامت کا جوازثابت ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں اسود اور علقمہ (تابعین) کو نماز پڑھائی تو انھیں اذان یا اقامت کا حکم نہیں دیا۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب فی الرکوع ح 534)

یعنی یہ باجماعت نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھی گئی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"إذا کنت فی قریة یؤذن فیہ ویقام أجزاک ذلک"

اگر تم کسی گاؤں میں ہو جس میں اذان واقامت ہوتی ہو تو تمہارے لیے وہی کافی ہے ۔ (کتاب المعرفۃ والتاریخ لیعقوب بن سفیان الفارسی 2/209 وسندہ صحیح السنن الکبری للبیہقی 1/406)

جہاں اقامت ہوجاتی وہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری اقامت نہیں کہتے تھے ۔

کتاب المعرفۃ والتاریخ 2/209 وسندہ حسن عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب وثقہ مسلم وابن حبان والحاکم 248،2/278 وذہبی والبیہقی 1/406 فحدیثہ لاینزل عن درجۃ الحسن)

لہذا معلوم ہوا کہ دونوں طرح جائز ہے۔ اگر فتنے وفساد کا اندیشہ نہ ہو تو دوسری مرتبہ بھی (بغیر لاؤڈ اسپیکر کے) اذان واقامت کہنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔ (شہادت ،جولائی 2003ء اکتوبر 2000ء)

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 1۔ کتاب الاذان۔ صفحہ 252

محدث فتویٰ